بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عنوان

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رشحات قلم

ڈاکٹر خاور حسین گوندل

پی ایچ ڈی (عربی) جامعہ پنجاب لاہور

ایم اے (عربی) ایم اے (علوم اسلامیہ)

ایل ایل بی، بی۔ایڈ، تدریب المعلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رشحات قلم	ڈاکٹر خاور حسین گوندل پی ایچ ڈی (عربی) جامعہ پنجاب لاہور ایم اے (عربی) ایم اے (علوم اسلامیہ) ایل ایل بی' بی-ایڈ' تدریب المعلمین
زیر صدارت	پروفیسر علی محمد ضیاء صاحب
مشاورت	عبدالرحمن گوندل ایم اے (عربی) ایم اے (علوم اسلامیہ) ایم ایڈ
اشاعت اوّل	فروری ۲۰۱۱ء
تعداد	ایک ھزار
کمپوزر	نعیم احمد / محمد شفیق
پرنٹنگ	Vital پرنٹنگ پریس گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمنّا

ھر مسلمان زندگی بھر ایسے اعمال کرنے میں کوشاں رھتا ھے جن کے باعث اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ھو جائے۔ یہی تمنا آرزو اور خواھش تحریر مندرجہ کی طباعت کا باعث بنی ھے۔

ما ءان مدحت بمقالتی محمد
ولکن مدحت مقالتی بمحمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی ذات سب تعریفوں کے لائق ہے جس نے حضرت محمد ﷺ کو آخری رسول مبعوث فرما کر امت محمدیہ پر بالخصوص عوام الناس پر بالعموم اور کل عالمین پر خاص لطف وفضل اور احسانِ عظیم فرمایا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک سے منسوب اسمائے گرامی کا سردار اسم ''محمد ﷺ'' ہے جس کے معنی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ عرب کے کئی قبیلے اور خاندان تھے مگر آپ ﷺ سے قبل عرب وعجم میں یہ نام کسی نے رکھا اور نہ ہی سُنا۔ شاید یہ ''اسم'' اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے لیے محفوظ کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کا تعارف آسمانوں پر ''احمد ﷺ'' کے نام سے کروایا ہے یہ نام آپ ﷺ کی پیدائش پر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ نے تجویز فرمایا۔ قرآن کریم میں بھی سورۃ الصّف کی آیت نمبر (6) کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول تشریف لائے گا جس کا نام احمد ﷺ ہو گا[۱]۔ جبیر بن معطمؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے میرے کئی ایک نام ہیں میں محمد ﷺ ہوں میں احمد ﷺ ہوں اور ماحی ہوں جس کے ساتھ اللہ کفر کو مٹا دیتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد نبی نہ ہو۔[۲]

۱۔ (ترجمہ: آیت! اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف ''لائیں گے اور ان کا نام احمد ﷺ ہوگا۔ صف: ۶)

۲۔ رقم حدیث: ۵۵۲۷۔ مشکوۃ ۱۳۰۱۳

نسب:

نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب تین حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ جس کی صحت پر اہلِ سیر اور ماہرین انساب کا اتفاق ہے یہ عدنان تک منتھی ہوتا ہے دوسرا حصہ جس میں اہلِ سیر کا اختلاف ہے کسی نے توقف کیا ہے اور کوئی قائل ہے یہ عدنان سے اوپر حضرت ابراہیمؑ تک منتھی ہوتا ہے تیسرا حصہ حضرت ابراہیمؑ سے اوپر حضرت آدمؑ تک جاتا ہے ذیل میں متفق علیہ حصہ حصہ اوّل ہی برائے ثواب تحریر کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کا پورا نام و نسب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّۃ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فہر (آپ کا لقب قریش تھا) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے [1]

حلیہ مبارک:

ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ اُمِ معبد خزاعیہ کے خیمے سے گزرے تو اس نے آپ ﷺ کی روانگی کے بعد اپنے شوہر سے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کا جو نقشہ کھینچا وہ یہ تھا چمکتا رنگ تابناک چہرہ خوبصورت ساخت سرگیں آنکھیں لمبی پلکیں خوبصورت

---

[1] ابن ہشام: ۱، ۱۱۱، ۲

نوٹ: علماء کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے پردادا حضرت ہاشمؒ تک کا نسب جاننا اور یاد رکھنا مسلمانوں پر واجب ہے

گردن سفید وسیاہ آنکھیں سرمگیں پلکیں باریک اور باہم ملے ہوئے آبرو چمکدار کالے بال خاموش ہوں تو باوقار گفتگو کریں تو پرکشش دُور سے تابناک وپُر جمال قریب سے خوبصورت اور شیریں، گفتگو میں چاشنی بات واضح اور دوٹوک، نہ مختصر نہ فضول، انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد، رفقاء آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے کچھ فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں۔ کوئی حکم دیں تو لپک کر بجالاتے ہیں مطاع ومکرم نہ ترش رو نہ لغو گو(۱) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ چلتے تو قدرے جھک کر چلتے گویا کسی ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں جب کسی کی طرف ملتفت ہوتے تو پورے وجود کے ساتھ ملتفت ہوتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی آپ ﷺ سارے انبیاء کے خاتم تھے سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند تھے سب سے زیادہ صادق لہجہ اور سب سے بڑھ کر پابندِ وفاء۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف ساتھی۔ جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا ہیبت زدہ ہو جاتا جو جان پہچان کے ساتھ ملتا محبوب رکھتا۔ آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا نہیں دیکھا۔(۲)

۱۔ زادالمعاد: ۲\۵۴

۲۔ ترمذی: ۴\۳۰۳

حضرت ابو طفیلؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ گورے رنگ پرنور چہرے اور درمیانہ قد کے تھے۔(۱) حضرت انسؓ بن مالک کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں اور رنگ چمکدار نہ خالص سفید نہ گندم گوں۔ وصال کے وقت تک سر اور چہرے کے بیس بال بھی سفید نہ ہوئے تھے۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سب سے زیادہ خوبصورت تھا اور آپ ﷺ کے اخلاق سب سے بہتر تھے(۲) ان سے دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ کا چہرہ تلوار جیسا تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند جیسا تھا ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ گول تھا(۳) حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار چاندنی رات میں آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ پر سُرخ جوڑا تھا میں نے رسول ﷺ کو دیکھا پھر چاند کو دیکھا آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں(۴) حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی لگتا تھا کہ سورج آپ ﷺ کے چہرے میں رواں دواں ہے اور میں رسول ﷺ سے بڑھ کر کسی کو تیز رفتار نہیں دیکھا لگتا تھا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے لپٹی جارہی ہے ہم تو اپنے آپ کو تھکا مارتے تھے اور آپ ﷺ بالکل بے فکر۔(۵) حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ ﷺ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھتے۔

۱۔ صحیح مسلم: ۲ \ ۲۵۸ ۲۔ صحیح بخاری: ۱ \ ۵۰۲

۳۔ صحیح مسلم: ۲ \ ۲۵۹ ۴۔ مشکوۃ: ۲ \ ۵۱۷

۵۔ مشکوۃ: ۲ \ ۵۱۸

امین مصطفیٰ بالخیر یدعوا

کضوء البدر زائلہ الظلام (۱)

ترجمہ: آپ ﷺ امین و برگزیدہ ہیں خیر کی دعوت دیتے ہیں گویا ماہ کامل کی روشنی ہیں جس سے تاریکی آنکھ مچولی کھیل رہی ہے

حضرت عمر فاروقؓ یہ شعر پڑھتے جو ہرم بن سنان کے بارے میں کہا گیا تھا کہ

لو کنت من شیء سوی البشر

کن المضیء للیلۃ البدر (۲)

ترجمہ: اگر آپ ﷺ بشر کے سوا کسی اور چیز سے ہوتے تو آپ ﷺ ہی چودھویں کی رات کو روشن کرتے، پھر فرماتے کہ آپ ﷺ ایسے ہی تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حریر و دیبا نہیں چھوا جو رسول ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو رسول ﷺ کی خوشبو سے بہتر ہو۔ (۳)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ کسی راستے سے تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی اور گزرتا تو آپ ﷺ کے جسم یا پسینہ کی خوشبو کی وجہ سے جان جاتا کہ آپ ﷺ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ (۴)

آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے جیسی اور جسم مبارک ہی کے مشابہ تھی یہ بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے پاس تھی اس پر مسوں کی طرح تلوں کا جمگھٹ تھا۔ (۵)

۱۔ خلاصۃ السیر: ص:۲۰ ۲۔ خلاصۃ السیر: ص:۲۱

۳۔ صحیح بخاری: ۱\ ۵۰۳ ۴۔ مشکوۃ: ۲ \ ۵۱۷ ۵۔ صحیح مسلم: ۲\ ۲۶۰

کمالِ نفس اور مکارمِ اخلاق:

نبی کریم ﷺ فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے آپ ﷺ طبیعت کی روانی کے نکھار، فقروں کی جزالت، معانی کی صحت اور تکلف سے دوری کے ساتھ ساتھ جوامع الکلم سے نوازے گئے تھے آپ ﷺ کو نادر حکمتوں اور عرب کی تمام زبانوں کا علم عطا ہوا تھا چنانچہ آپ ﷺ ہر قبیلے سے اسی زبان اور محاوروں میں گفتگو فرماتے تھے آپ ﷺ میں بدویوں کا زورِ بیان اور قوتِ تخاطب اور شہریوں کی شستگی الفاظ جمع تھی۔

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضورِ انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے کہا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ بھی ہے جسکی شہادت خود قرآن نے دی ہے۔ "وانک لعلی خلق عظیم" (۱)

ترجمہ: بے شک آپ ﷺ حسنِ اخلاق کے بڑے رُتبہ پر ہیں۔

بردباری، قوت برداشت، درگزر اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف تھے جن کے ذریعے اللہ پاک نے آپ ﷺ کی تربیت کی تھی ہر حلیم و بردباد کی کوئی نہ کوئی لغزش اور کوئی نہ کوئی ہفوات جانی جاتی تھی۔ مگر نبی کریم ﷺ کی بلندی کردار کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے خلاف دشمنوں کی ایذاء رسائی اور بدمعاشوں کی خودسری جس قدر بڑھتی گئی آپ ﷺ کے صبر و حلم میں اسی قدر اضافہ ہوتا گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں کے درمیان

۱: القلم: ۴

اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ وہی کام اختیار فرماتے جو آسان ہوتا۔ جب تک وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اس سے دور رہتے۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنے نفس کیلئے انتقام نہ لیا۔ البتہ اللہ کی حرمت چاک کی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔(۱) ایک حدیث سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق یہ معلوم ہوتے ہیں۔ "آنحضور ﷺ شاہد خلق ہیں۔ حکم ماننے والوں کو خوشخبری سناتے ہیں اور نافرمانوں کو ڈراتے ہیں۔ اللہ کے بندے اور رسول سب کام اللہ پر چھوڑ دینے والے، نہ عادت کے سخت اور نہ بول چال میں کرخت، چیخ کر نہیں بولتے بدی کا بدلہ کیسا ہی ہو نہیں لیتے، ان کا کام قوم اور مذہب کی کجی باتے کو درست کر دینا ہے اور ایک خدائی واحدانیت کو قائم کر دیتا ہے، ان کی تعلیم، اندھوں کو آنکھیں بہروں کو کان دیتی ہے اور غافل دلوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے ہر ایک خوبی سے آراستہ ہر ایک خلق کریم سے عطا یافتہ ہے، سکینہ ان کا لباس ہے نکوئی ان کا شعار ہے ان کا ضمیر تقویٰ ہے ان کا کلام حکمت ہے، صدق و صفا ان کی طبیعت ہے، عفو و احسان ان کی عادت ہے، سچائی ان کی شریعت ہے، اور ہدایت ان کی راہنما ہے، ملت انکا اسلام ہے اور "احمد ﷺ" ان کا نام ہے۔ آپ ﷺ ضلالت کے بعد ہدایت دینے والے اور جہالت کے بعد علوم سکھانے والے ہیں۔ گمناموں کو رفعت دینے والے مجبوروں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے پھوٹ کی بجائے جمعیت بخش، پھٹے ہوئے دلوں کو الفت عطا فرمائی، گوناگوں خواہشوں اور بوقلموں قوموں کو وحدت ارزانی عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کی امت بہترین امت ہے جس کا کام لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر"(۲)

۱۔ صحیح بخاری ۱/ ۵۰۳

۲۔ آل عمران: ۱۱۰

ترجمہ: تم بہترین امت ہو لوگوں کی ہدایت کے لیئے نکالی گئی ہو نیک کام کرنے کا حکم دیتے اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

صحابی رسول ﷺ ہند بن ابی ہالہ کی زبانی سنیئے۔ جو اپنی ایک طویل روایت میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ پیہم غموں سے دوچار تھے۔ ہمیشہ غور و فکر فرماتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے راحت نہ تھی۔ بلا ضرورت نہ بولتے تھے دیر تک خاموش رہتے تھے۔ از اوّل تا آخر پورے منہ سے بات کرتے تھے یعنی صرف منہ کے کنارے سے نہ بولتے تھے جامع اور دوٹوک کلمات کہتے تھے جس میں نہ فضول گوئی ہوتی تھی نہ کوتاہی، نرم خُو تھے نعمت معمولی بھی ہوتی تو اس کی تعظیم کرتے تھے کسی چیز کی خدمت نہیں فرماتے تھے کھانے کی نہ برائی کرتے تھے نہ تعریف، حق کو کوئی نقصان پہنچاتا تو جب تک انتقام نہ لے لیتے آپ ﷺ کے غضب کو روکا نہ جا سکتا تھا۔ البتہ کشادہ دل تھے اپنے نفس کے لیے نہ غضب ناک ہوتے نہ انتقام لیتے، جب اشارہ فرماتے تو پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے۔ اور تعجب کے وقت ہتھیلی پلٹتے۔ جب غضب ناک ہوتے تو رخ پھیر لیتے، اور جب خوش ہوتے تو نگاہ پست فرما لیتے۔ آپ ﷺ کی بیشتر ہنسی تبسم کی صورت میں تھی۔ مسکراتے تو دانت اولوں کی طرح چمک اُٹھتے۔ ہر قوم کے معزز آدمی کی تکریم فرماتے تھے۔ اسی کو ان کا والی بناتے۔ لوگوں کے شر سے مُحتاط رہتے اور ان سے بچاؤ اختیار فرماتے۔ لیکن اس کے لئے کسی سے اپنی خندہ جبینی ختم نہ فرماتے تھے۔ لوگوں کے حالات دریافت فرماتے، ہر حالت کے لئے تیار رہتے لیکن حق سے تجاوز فرما کر ناحق کی طرف نہ جاتے تھے۔ آپ ﷺ کے نزدیک افضل وہ تھا جو سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہو۔ اور سب سے زیادہ قدر آپ ﷺ کے نزدیک اس کی تھی جو سب سے اچھا غمگسار و مددگار ہو۔ (۱)

۱۔ خلاصہ سیر: ص:۲۲

رسولِ مقبول محمد مُصطفٰی احمدِ مجتبیٰ ﷺ کسی ایک قبیلے یا خاندان یا قوم کی راہنمائی کے لئے معبوث نہ ہوئے بلکہ آپ ﷺ "کافۃً لِلّناس" یعنی بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اور تمام مخلوقات جن وانس کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کا مخلوقات پر اتنا بڑا احسان ہے اس کا حق کسی صورت ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے جسم پرنور آپ ﷺ کا کردار اور آپ ﷺ کی ہر ادا میں ایسا حسن وجمال بھر دیا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ صبر وحلم، ادب وتواضع، جود وسخاوت، شرم وحیا، مہربانی اور محبت، صلہ رحمی، عدل واعتدال، صدق وامانت، عفت وعصمت، زہد وعبادت، عام برتاؤ اور عفو ورحم کے بارے میں آپ ﷺ کی سیرت اقدسہ کے چند واقعات مبارک اور اقوال قارعین کے لئے زیرِ قلم لائے جارہے ہیں ملاحظہ ہوں۔

صبر وحلم:

(۱) طائف والوں نے نبی کریم ﷺ کو پتھر مار کر زخمی اور بے ہوش کر دیا تھا۔ فرشتہ نے آکر کہا حکم ہو تو یہ بستی الٹ دوں! فرمایا نہیں نہیں اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو اُمید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہوجائے گی۔

(۲) ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ وعدہ کے دن باقی تھے۔ اس نے راہ چلتے آپ ﷺ کا گریبان آکر پکڑ لیا کہ میرا قرض ادا کردو۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یہ گستاخِ رسول قتل ہونا چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں تم مجھے خوبصورتی سے ادا کرنے کو کہو اور اسے تقاضے کا اچھا ڈھب بتلاؤ۔ پھر اسے ہنس کر فرمایا۔ ابھی تو وعدے کے دن باقی ہیں۔

(۳) ایک گنوار نے پیچھے سے آکر زور سے آنحضرت ﷺ کی چادر کھینچی۔ گردن سُرخ ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے لوٹ کر دیکھا تو وہ بولا کہ میری مدد کرو میں غریب ہوں۔ فرمایا ایک

اونٹ جَو کا اور ایک اونٹ کھجور کا دلا دو۔

ادب اور تواضع:

(۱) لوگوں کے اندر پاؤں پھیلا کر کبھی نہ بیٹھتے۔

(۲) اپنی تعظیم کے لئے مسلمانوں کو کھڑا ہونے سے روکا کرتے۔

(۳) دست مبارک کو کوئی شخص پکڑ لیتا تو آپ ﷺ اس سے کبھی نہ چھڑاتے۔

(۴) کسی کی بات نہ کاٹتے۔

(۵) سوار ہو کر پیدل کو ساتھ نہ لیتے یا سوار کرا لیتے یا واپس کر دیتے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ خچر پر بلا پالان کے سوار تھے۔ میں مل گیا۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر چڑھنے لگا آپ تو نہ چڑھ سکا۔ ہاں حضور ﷺ کو گرا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر دوبارہ فرمایا۔ میں پھر نہ چڑھ سکا اور حضور ﷺ کو پھر گرا دیا۔ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا۔ مجھ سے تو چڑھا نہیں جاتا حضور ﷺ کو کہاں تک گراؤں گا۔

جُود وسخاوت:

سوالی کو کبھی ردّ نہ فرماتے۔ زبان پر انکار نہ لاتے۔ اگر کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا تو سوالی سے عذر کرتے۔ جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔

ایک نے آ کر سوال کیا۔ فرمایا میرے پاس تو ہے نہیں، تم بازار سے میرے نام پر قرض لے لو۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ خدا نے آپ ﷺ کو یہ تکلیف نہیں دی۔ نبی کریم ﷺ چپ سے کر گئے۔ ایک نے پاس سے کہہ دیا کہ خدا کی راہ میں دینا ہی اچھا ہے۔ اس پر حضور ﷺ خوش ہو گئے۔

شرم وحیاء:

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میں پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیاء تھی۔

(۱) اپنے کام میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے۔ مگر دوسرے کو شرم کی وجہ سے نہ فرماتے۔

(۲) کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ لیتے جو پسند نہ ہوتا اس کا نام لے کے کچھ نہ فرماتے عام طور پر لوگوں کو اس کام سے روک دیا کرتے۔

مہربانی اور محبت:

(۱) نفلی عبادت چھپ کر کیا کرتے کہ امت پر اتنی عبادت کا کرنا مشکل نہ بنے۔

(۲) ہر کام میں آسان صورت کو پسند فرماتے۔

(۳) فرمایا میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کرو میں نہیں چاہتا کہ کسی کی طرف سے میری صاف دلی میں فرق آ جائے۔

(۴) وعظ اور نصیحت کبھی کبھی کیا کرتے تا کہ لوگ اُکتا نہ جائیں۔

(۵) بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری ساری رات امت کیلئے دعا کیا کرتے اور زار زار روتے۔

صلۂ رحم:

(۱) فرمایا میرے دوست تو ایمان والے ہیں لیکن رحم سب کے ساتھ ہے۔

(۲) ایک جنگ میں ایک عورت پکڑی آئی۔ اس نے کہا کہ میں آپ ﷺ کی دایہ کی بیٹی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے چادر اپنے اوپر سے اتار کر اس کے لئے بچھا دی۔

(۳) مکہ والوں نے حضور ﷺ کو اور مسلمانوں کو سینکڑوں دکھ و رنج دے دے کے وطن سے نکالا تھا۔ بیسوں سچے مسلمانوں کو قتل کیا تھا کہ کیوں یہ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں جب

مکہ فتح ہوگیا تو حضور ﷺ نے سب کو بلا کے کہہ دیا کہ تمھارے سب قصور معاف کیے جاتے ہیں۔

عدل واعتدال:

(۱) جو جھگڑا دو شخصوں میں ہوتا۔ اس میں عدل فرماتے۔ اگر کسی کا حضور ﷺ کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو وہاں رحم فرماتے۔

(۲) مکہ میں ایک عورت کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے چوری کی۔ لوگوں نے اسامہؓ بن زید سے جو نبی کریم ﷺ کو بہت پیارے تھے سفارش کرائی۔ فرمایا: کیا تم تعزیرات الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو۔۔! اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی ایسا کرتی تو میں تعزیر ہی دیتا۔

(۳) اعتدال کی بابت حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ خیر الامور اوسطھا۔

اس سے ہر ایک بات میں درمیانہ پن رکھنے کی ہدایت ملتی ہے۔

صدق وامانت:

(۱) جانی دشمن بھی حضور ﷺ کی سچائی اور امانت کا اقرار کرتے تھے۔

(۲) بچپن ہی سے سارا ملک حضور ﷺ کو صادق (سچا) اور امین کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

(۳) ایک دن ابوجہل نے کہا اے محمد (ﷺ) میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیرے دین پر میرا دل ہی نہیں جمتا۔

(۴) جس رات نبی کریم ﷺ گھر سے مدینہ کے لیے نکلے تھے۔ دشمنوں نے اس رات حضور ﷺ کے قتل کا سامان پورا بنایا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے پیارے بھائی حضرت علی المرتضیٰؓ کو اس لئے مکہ میں پیچھے چھوڑا تھا کہ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں۔ وہ دے کر آجانا۔

زُہد:

(۱) نبی کریم ﷺ کی دعا تھی الٰہی ایک دن بھوکا رہوں، ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں۔ کھا کر تیرا شکر کیا کروں۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا کنبہ مہینہ دو مہینہ تک پانی اور کھجور پر گزرا کرتا۔ چولہے میں آگ تک نہ جلائی جاتی۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا۔

(۴) حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر صرف ٹاٹ کا تھا۔ اسے دو تہہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک دن ہم نے چار تہہ کر دیا۔ فرمایا بستر نرم ہو گیا۔ پھر ایسا نہ کرو۔

(۵) حضرت ابنِ عوفؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہیں کھائی۔

(۶) آنحضرت ﷺ نے جو آخری رات دُنیا میں کاٹی، اس رات حضرت عائشہ صدیقہؓ نے چراغ کے لئے تیل ایک پڑوسن سے ادھار لیا تھا۔

(۷) وفات کے بعد حضور ﷺ کی زرہ یہودی کے پاس تھی۔ جو اناج کے بدلے گروی تھی۔

(۸) آنحضرت ﷺ جیسا زُہد خود فرماتے۔ ایسی ہی نصیحت کنبہ والوں کو بھی فرماتے۔ حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنے ہاتھ دکھائے۔ تنور کی آگ کے جُھلسے ہوئے، چکی پیسنے سے چھالے پڑے ہوئے اور ایک لونڈی مانگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ کو خوب یاد کرو۔ دنیا کی تکلیفیں کیا ہیں۔

(۹) دعا فرمایا کرتے الٰہی آل محمد ﷺ کو صرف اتنا دے جتنا پیٹ میں ڈال لیں۔

(۱۰) زہد کی یہ سب صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی۔

عبادت:

(۱) نفلی نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ صحابہؓ نے کہا کہ حضور ﷺ تو بخشے ہوئے ہیں۔ پھر اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا کیا اب میں اس کا شکر ادا نہ کروں!۔

(۲) سجدے میں اتنی اتنی دیر تک پڑے رہتے کہ دیکھنے والوں کو انتقال کر جانے کا وہم ہو جاتا۔

(۳) مناجات کے وقت سینہ مبارک دیگ کی طرح جوش مارتا ہوا معلوم ہوا کرتا۔

(۴) آیتِ رحمت پڑھ کر دعا مانگتے اور آیتِ عذاب پڑھ کر کانپ اٹھتے۔

(۵) کئی کئی دن کا برابر روزہ رکھا کرتے۔ اوروں کو ایسے روزہ سے منع کرتے۔

عام برتاؤ:

(۱) سب سے ہنس مکھ ہو کر ملتے۔

(۲) یتیموں کو پالتے۔ رانڈوں کی مدد کرتے۔

(۳) غریبوں مسکینوں سے پیار کرتے۔ ان میں جا کر بیٹھا کرتے۔

(۴) ننگی زمین پر بیٹھ جاتے۔ اپنے لئے کوئی سامان امتیاز کا پسند نہ فرماتے۔

(۵) لونڈی۔ غلام بھی بیمار ہو جائے تو خود جاتے اس کی خبر لیتے۔

(۶) کوئی مسلمان مر جاتا۔ اس پر قرض ہوتا تو بیت المال سے اس کا قرض کرتے سے پہلے ادا کرتے۔

(۷) کوئی مخلص مرجاتا تو اس کی تجہیز و تکفین میں خود شامل ہوتے۔
(۸) منافق لوگ سامنے آ کر گستاخیاں کیا کرتے۔ دشمنوں کو مدد دیا کرتے۔ مگر آنحضرت ﷺ کبھی ان سے بدلہ نہ لیا کرتے۔
(۹) ایک دفعہ نجران کے عیسائی آ گئے ان کو اجازت دے دی کہ مسجد نبوی ﷺ میں اپنے طریقہ کی نماز پڑھ لیں۔
(۱۰) جنگل میں ایک بکری ذبح کرنے لگے۔ ایک بولا میں ذبح اور صاف کر دوں گا۔ ایک بولا میں گوشت کاٹ دوں گا۔ ایک بولا میں پکا دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں لکڑیاں لے آؤں گا۔ عرض کی گئی۔ ہم سب خدمت کو حاضر ہیں۔ حضور ﷺ کیوں تکلیف کریں۔ فرمایا: میں بھائیوں میں نکما رہنا نہیں چاہتا۔

عفو و رحم:

(۱) آنحضرت ﷺ کے پیارے چچا حضرت امیر حمزہؓ کو وحشی نے مارا۔ ناک، کان وغیرہ کاٹے۔ کلیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی جب اس نے معافی کی بابت عرض کیا تو معاف کر دیا۔
(۲) ہبار نے آنحضرت ﷺ کی بڑی بیٹی حضرت زینبؓ کے نیزا مارا وہ ہودج سے گر گئیں۔ حمل جاتا رہا۔ وہی صدمہ اُن کی موت کا سبب بنا۔ ہبار نے آ کر معافی مانگی، معاف فرما دیا۔
(۳) ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ تلوار ٹہنی سے لٹکا دی۔ ایک دشمن آیا اور تلوار اٹھا لی اور آنحضرت ﷺ کو گستاخی سے جگایا۔ اور پوچھا اب کون تم کو بچائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ" وہ شخص چکر کھا کر گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ

گئی۔ آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی۔ فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا فرمایا جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔

(۴) فرمایا جاہلیت کی جن باتوں پر قبیلے لڑا کرتے تھے۔ میں سب باتوں کو مٹاتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعوی چھوڑتا ہوں۔ اور جن لوگوں سے میرے چچا نے قرض لینا ہے۔ ان کو قرضہ بھی معاف کرتا ہوں۔

الغرض رحمۃ للعلمین کے دورِ مسعود سے لیکر ابدالآباد تک آپ ﷺ کی شخصیت معجزات، کرامات اور رحمات کا سراجِ منیر ہے۔ ابھی والدہ محترمہ کے شکم مبارک میں تھے کہ آپ ﷺ کی والدہ نے آپ ﷺ کے نُور کی روشنی میں ملک شام کے محل دیکھ لئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ ؓ کے گھر میں رضاعت کی خاطر قدم رنجہ فرمایا تو حلیمہ ؓ مالا مال ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کا صدر شق فرمایا اور موقع معراج پر ہم کلام فرمایا۔ حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو مجاہدین مسلمان موجود تھے کنویں میں پانی بالکل ختم تھا۔ حضور ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا آپ ﷺ کنویں پر تشریف لائے کنارے بیٹھ کر پانی کا برتن منگوایا وضو کیا اور وضو کے بعد منہ میں پانی لیا دعا فرمائی اور پھر کنویں میں کلی کر دی۔ اور فرمایا تھوڑی دیر کنویں کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد لوگوں نے اور ان کی سواریوں نے یعنی جانوروں نے کنویں سے خوب پانی پیا اور پھر وہاں سے کوچ کیا۔ دورِ حاضر کے ایک سیرت نگار نے آپ ﷺ کے دور کے معجزات اور فیوض و برکات دیکھ کر عشقِ رسالت میں غرق ہو کر یہ کہا تھا ''کاش ہم وہ کپڑے کی ٹاکیاں ہوتے جو حضرت خدیجہ کبریٰ ؓ آپ ﷺ کے زخموں پر رکھا کرتی تھیں۔ کاش ہم وہ پتھر ہوتے جو نبی کریم ﷺ کے قدموں کو چوما کرتے تھے۔ کاش ہم اس وقت ہوتے جب آپ ﷺ کوہِ احد پر اعلان توحید فرما رہے تھے اور لوگوں کو خدائے واحدنیت کی طرف بلا رہے تھے۔ ہم اُس وقت آپ ﷺ پر ایمان لاتے اور آپ ﷺ کا

رخِ انور دیکھ کر اپنے اوپر دوزخ کی آگ حرام کر لیتے۔خوش نصیب تھے وہ لوگ جو آپ ﷺ پر ایمان لائے جنھوں نے آپ ﷺ کی نصرت کی اور جن لوگوں نے صحابہ اکرام۔ وغیرہ کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کر کے محبت الہٰی کا عملی نمونہ پیش کیا۔اللہ تعالیٰ ان سب کو خدمتِ رسالت کا اجر عطا فرمائے۔اور جملہ مسلمانوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما کر خاتمہ علی الایمان عطا فرمائے۔''

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔کہ جب ہم مکہ کے گردونواح میں حضور ﷺ کے ساتھ جاتے تو جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا وہ کہتا (اَلسلامُ علیک یا رَسُول اللہ ﷺ)

مولانا ظفر علی خان نے حضور ﷺ کے احسانات کا ذکر بڑے عمدہ پیرائے میں کیا خوب فرماتے ہیں

ہم خاک تھے حضور ﷺ نے اکسیر کر دیا
کتنا بڑا حضور ﷺ کا احسان ہو گیا!
بھر کر دیا وہ جام جہاں میں حضور ﷺ نے
پی کر گدائے مے کدا سلطان ہوگیا

آپ ﷺ کے تمام غزوات بھی تو سرا یہ معجزہ ہیں آپ ﷺ رحمت للعلمین ہیں۔کیونکہ آپ ﷺ کی تعلیمات سب کے لئے اور سب کے فائدے کے لئے ہیں۔آپ ﷺ نے سخت ترین دشمنوں کے خلاف بھی انتقامی کاروائی سے روکا۔آپ ﷺ کی نگاہ میں عربی،عجمی،مصری،سوڈانی سب برابر ہیں۔برتری ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا''کسی عربی کو کسی عجمی پر فوقیت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ،تمام مسلمان کنگی کے دانتوں کی طرح برابر ہیں۔''یہ ہے اصل مساوات کہ جو حقوق وفرائض مرتبہ رتبہ سب میں پائی جاتی ہے۔آپ ﷺ اس بنا پر بھی رحمت للعلمین ہیں کہ

آپ ﷺ نے امراض قلوب کو بیان کیا ان کی علامات اور علاج کے طریقے بھی بتائے۔ آپ ﷺ نے عورت کو وہ حقوق دیئے جو اسے کسی مذہب میں حاصل نہیں۔ آپ ﷺ ایسے رحمت للعلمین ہیں کہ آپ ﷺ نے قوموں کو ایک دوسرے سے تعاون کرنے اور مراسم بڑھانے کا درس دیا۔ ساتھ ہی عدمِ تعاون کی حدود بھی واضح فرمائیں۔ مثلاً "نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو گناہ اور زیادتی کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کرو۔"

بنی نوع انسان پر آپ ﷺ کا یہ احسان بہت ہے کہ آپ ﷺ نے انسان کو برے اخلاق سے پاک کیا۔ انسانیت کا مدار اور ابن آدم کہلانے کا استحقاق صرف ایمان اور علم کو قرار دیا۔ آپ ﷺ نے جہاں بنی نوع انسان کو ذلت سے بچایا وہاں اسیران جنگ کی جان بخشی۔ تذکیہ نفس، تصفیہ باطن اور اخلاق فاضلا کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ کے احسانات کی قرآن نے حقیقت بیان کر ڈالی۔ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین"۔[1]

حالی کے جذبات حقیقت کو آشکار کر رہے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ — یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا — بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

حضور ﷺ نے کبھی کسی کے لئے سخت الفاظ استعمال نہ فرمائے جب صحابہؓ بھی اسرار کرتے کہ رسول ﷺ کافروں کے حق میں بد دعا فرمائیے تو آپ ﷺ فرماتے مجھ کو لعنت کرنے

۱۔ الحج: ۱۰۷

والا نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ کفار جب آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے تو آپ ﷺ ان کے لئے ہمیشہ اسلام لانے کی دعا فرماتے۔ قرآن نے اِنہیں اوصاف کی بناء پر آپ ﷺ کی سیرت کو لوگوں کے لئے مشعلِ راہ قرار دیا ہے۔ قرآن میں سیرتِ محمد ﷺ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ''یقیناً تمہارے لئے پیغمبر مصطفیٰ ﷺ کا کردار بہترین نمونہ ہے۔''[1] حضور ﷺ کے ان تمام فضائل کی بنا پر خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں۔ اور اہل ایمان کو حکم دیتے ہیں ''بیشک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی دُرود و سلام بھیجا کرو۔''[2] آپ ﷺ کے بارے میں حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے

وأحسن منک لم ترقط عینی   وأجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب   کأن قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: آپ ﷺ جیسا حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا آپ ﷺ جیسا خوبصورت کسی عورت نے نہیں جنا۔ آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے۔ گویا آپ ﷺ اس طرح پیدا ہوئے جس طرح آپ ﷺ چاہتے ہیں۔

آپ ﷺ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے

بلغ العلیٰ بکمالہ   کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ   صلّوا علیہ وآلہ

۱۔ الاحزاب: ۲۱

۲۔ الاحزاب: ۵۶

ترجمہ: آپ ﷺ اپنے کمال کے زور سے بلندیوں پر پہنچے۔آپ ﷺ کے حسن وجمال سے تاریکیاں چھٹ گئیں آپ ﷺ کے شمائل بہت ہی پیارے اور آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر دُرود بھیجو۔

حافظ شرازی آپ ﷺ کے بارے فرماتے ہیں

یاصاحب الجمال ویاسید البشر　　من وجھک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناءُ کما کان حقہ　　بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اے صاحب جمال اے سید البشر آپ ﷺ کے چہرہ پُرنور سے ہی چاند روشن ہوا۔ثنا اور نعت کا حق ادا کرنا ممکن نہیں۔مختصر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد بزرگ تر آپ ﷺ ہی کی ذات ہے۔

اکبرالہٰ آبادی نے اظہارِ عقیدت کرتے ہوئے فرمایا ہے

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا　　دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا!
خود نہ تھے جوراہ پر اوروں کے راہبر بن گئے　　کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا!

مختصراً یہ چند باتیں جو ہم نے رقم طراز کی ہیں۔رحمت للعلمین ﷺ سے متعلق اللہ تعالیٰ کے محبوب کی باتیں امت کے شافع کی باتیں ہیں۔حضور ﷺ نے جب دنیا میں جلوہ فرمایا تو لوگوں نے آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کا مشاہدہ کیا اس پر بیشمار سُنا اور بیشمار لکھا۔مگر پھر بھی اِس محسنِ انسانیت کی سیرت کا حق ادا نہ ہوا۔لیکن آپ ﷺ کی خوبیوں سے آپ ﷺ کے رحمت للعلمین ہونے کے فیوض سے لوگوں کے دلوں کے درمیان محبت پیدا ہوگئی۔لوگ آپ ﷺ پر قربان ہونے لگے۔اقوام کی عصبیت نرمی میں تبدیل ہوگئی۔لوگ اللہ تعالیٰ کے

ا۔ مآئدۃ: ۳

دین کو قبول کرنے لگے۔ حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک جس کام کی تکمیل کے لئے لاکھ سے زیادہ انبیاء تشریف لائے لوگوں کو مدتوں انتظار کرنا پڑا، آپ ﷺ کی قیادت میں قرآن کو اعلان کرنا پڑا۔ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا'' [1]

ترجمہ: آج کے دن میں نے اپنا دین تم پر مکمل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کر لیا

اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں سیرتِ رسالت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور عوام الناس بالخصوص امت کو سیرت کی روشنی میں اپنے مسائل حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہم تو صرف یہ کہیں گے

عالم کے شہریار بنائے گئے ہیں آپ ﷺ — کونین کا وقار بنائے گئے ہیں آپ ﷺ
کیونکر اٹھیں نہ سب کی نظر آپکی طرف — ہر قلب کے قرار بنائے گئے ہیں آپ ﷺ
وہ شرح کا چمن ہو کہ گلشن ہو خضر کا — ہر رنگ کی بہار بنائے گئے ہیں آپ ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم

تمت ھذہ الورقۃ بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تین پسندیدہ چیزیں

نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا مجھے تمھاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں ایک خوشبو، دوسری عورت، تیسری نماز، نماز مجھے آنکھوں کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے مزید فرمایا عورت سے ہی دنیا کی بقائے نسل اور گھر کے تمام آرام کا تعلق ہے۔ جب آپ ﷺ فرما رہے تھے تو بعض صحابہ بھی حاضر تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا، یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے درست فرمایا ہے مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں (۱) آپ ﷺ کا دیدار (۲) آپ ﷺ پر اپنا سارا مال قربان کر دینا (۳) اور تیسری چیز کہ دخترِ ابو بکر صدیقؓ نبی ﷺ کی بیوی ہو۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں نیک کاموں کے کرنے کا دوسروں کو حکم دینا، لوگوں کو برائی سے روکنا اور پرانے کپڑے پہننا۔ پھر حضرت عثمانِ غنیؓ نے فرمایا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں بھوکوں کو آسودہ کرنا، ننگوں کا تن ڈھانپنا، قرآن کی تلاوت کرنا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں مہمان کی خدمت کرنا، موسم گرما کے روزے رکھنا اور تیغ بکف ہو کر جہاد کرنا۔

اتنے میں حضرت جبرائیلؑ آئے اور کہنے لگے اگر میں دنیا کا باشندہ ہوتا تو مجھے بھی یہ تین باتیں پسند ہوتیں۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ دیکھانا۔ نیک نہاد اور منکسر المزاج غریبوں کی خبر گیری کرنا اور تنگ دست عیال داروں کی مدد کرنا۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تین باتیں پسند فرماتا ہے۔

۱۔ تمام قوتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

۲۔ پشیمانی کے وقت گریہ زاری نہ کرنا۔

۳۔ تنگدستی کے وقت صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کرنا۔

(اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین)

Vital Press Grt. Mob: 0333-8414516